



بھارت نے جموں و کشمیر سے متعلق پاکستان کے پروپیگنڈے کی سخت مذمت کی

اروشا (خزانہ)۔ ۱7 اکتوبر۔ ایم این این۔ ہندوستان کے شہر اروشا میں منعقدہ انٹر پارلیمنٹری یونین کی 153 ویں اسمبلی میں جواب دینے کے حق کا استعمال کرتے ہوئے، راجیہ سبھا کے ڈپٹی چیئرمین ہری ونش نے



بھارت کے اندرونی معاملات پر تبصرہ کرنے کا پاکستان کے پاس کوئی جواز نہیں ہے۔ درحقیقت، پاکستان ہی بھارت کے علاقوں پر غیر قانونی اور زبردستی قابض ہے اور اسے یہ علاقے خالی کر دینے چاہئیں۔

بہار میں ’کسان تحریک‘ کا اعلان، راکیش ملکیت نے حق کیلئے لڑنے کا عزم کیا ظاہر

پٹنہ، ۱7 اکتوبر (ایجنسی)۔ بہار میں کسانوں کی زمین کا مسئلہ اب تحریک کی جانب بڑھتا دکھائی دے رہا ہے ’بھارتیہ کسان یونین‘ (بی کے یو) کے لیڈر راکیش ملکیت نے ریاست میں کسان تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے۔ ان کا مطالبہ ہے کہ سرکاری کاموں کے لیے لی جانے والی کسانوں کی زمین کا مناسب معاوضہ دیا جائے اور بھارتی ڈیولپمنٹ ایکٹ واپس لیا جائے۔ قابل ذکر ہے کہ بہار میں مجوزہ



سیٹلائٹ ٹاؤن شپ کے لیے زرعی زمین لیے جانے کی کسان مخالفت کر رہے ہیں۔ اس معاملہ میں ملکیت نے کہا کہ کسانوں کو اپنے حقوق کے لیے لڑنا ہوگا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ بہار میں کسان تحریک ابھی کمزور ہے۔ ریاست سے باہر کام کرنے والے لوگ جہاں رہ رہے ہیں، وہاں سے بھی اس تحریک کی حمایت کریں۔ راکیش ملکیت نے زرعی منڈیوں اور مارکیٹ کمیٹیوں کا مسئلہ بھی اٹھایا۔ ان کا الزام ہے کہ ان کے بندہ ہونے سے کسان پہلے ہی کمزور ہو چکے ہیں۔ اب کسانوں کی زمین لیے جانے کی بات سامنے آ رہی ہے۔ ملکیت نے مطابق بہار کے کسان اس مسئلے کو سمجھ چکے ہیں اور اپنے حقوق کے لیے تحریک کا راست اختیار کریں گے۔ ’بھارتیہ کسان یونین‘ نے بہارتی ڈیولپمنٹ ایکٹ واپس لینے کا مطالبہ بھی زور شور سے کیا ہے۔ تنظیم کا کہنا ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن شپ کے لیے زرعی زمین لینے کے بجائے گاؤں کی ترقی پر توجہ دی جانی چاہیے۔ اس کے علاوہ کسانوں کی زمین سے متعلق فیصلہ ان کی تشویش کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جانا چاہیے۔ یونین نے کسانوں کے قرض معاف کرنے کا مطالبہ بھی کیا۔ تمام فصلوں کے لیے ایم ایس پی طے کرنے میں C2+50 فیصد فارمولہ نافذ کرنے کی بات کہی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ کھیتی کی مکمل لاگت کے اوپر 50 فیصد اضافی رقم شامل کر کے فصل کی ایم ایس پی طے کی جائے۔ 60 سال سے زیادہ عمر کے کسانوں اور مردوروں کو ہر ماہ 10 ہزار روپے پنشن دینے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔ اس درمیان راکیش ملکیت نے لوگوں سے مذہب کے نام پر تقسیم ہونے سے بچنے کی اپیل کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ملک کی حکومت آئین کے مطابق چلنی چاہیے۔ انہوں نے یہ الزام بھی لگایا کہ بڑے کاروباری گروپوں کا حکومت کے کام کاچ پراثر بڑھ رہا ہے۔ واضح رہے کہ بہار میں سیٹلائٹ ٹاؤن شپ کے لیے زرعی زمین لیے جانے کی کسان پہلے سے مخالفت کرتے رہے ہیں۔ اب ’بھارتیہ کسان یونین‘

جمعیۂ علما ہند نے پاکبڑا واقع مصطفیٰ مسجد مقدمہ میں مسجد انتظامیہ کمیٹی کے کردار کو قابل تحسین قرار دیا

کرنے کے لیے کم از کم 15 دن کا وقت دیا جانا چاہیے تھا، لیکن جواب داخل کرنے کی تاریخ 3 ستمبر 2026 مقرر کی گئی۔ مزید کہا گیا کہ زمین کی تفصیل بھی درست نہیں ہے، کیونکہ ٹوٹس میں اس رقبے کی وضاحت نہیں کی گئی ہے جسے منہدم کیا جانا ہے۔ اس معاملہ میں 24 ستمبر کو الہ آباد ہائی کورٹ میں ’مراد آباد ڈیولپمنٹ اتھارٹی‘ (ایم ڈی اے) کی جانب سے واضح طور پر یقین دہانی کرائی گئی کہ ڈیولپمنٹ آرڈر (انہدامی حکم) صادر کیے بغیر مسجد کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ سماعت کے لیے جمعیۂ علماء ہند کی جانب سے سینئر ایڈووکیٹ ششی منندن اور ایڈووکیٹ آن ریکارڈ اودیہ پر بہار عدالت میں پیش ہوئے تھے، جبکہ ایڈووکیٹ محمد طاہر حکیم اور ایڈووکیٹ محمد نظام پاشا نے قانونی رہنمائی فراہم کی۔ 24 ستمبر 2026 کو جسٹس سدھارتھ ومارو جسٹس نکال روی سنگھ پر مشتمل الہ آباد ہائی کورٹ کی ڈویژن بنچ نے اس معاملے کی سماعت کی تھی۔



مساجد کی انتظامیہ کمیٹیوں سے بھی اپیل ہے کہ وہ مساجد کے تحفظ میں ہر ممکن اقدامی کارروائی کریں۔“ واضح ہو کہ یہ معاملہ اس وقت شروع ہوا جب 21 اگست 2026 کو مصطفیٰ مسجد کو بجہ نوٹافوٹس جاری کیا گیا، جس کے خلاف مسجد کے ذمہ دار ذیشان احمد فرید نے الہ آباد ہائی کورٹ سے رجوع کیا۔ عدالت کے سامنے عرضی گزار کی جانب سے سینئر وکیل ششی منندن نے موقف اختیار کیا کہ مذکورہ نوٹس مبہم ہے۔ تنازعہ نوٹس 21 اگست 2026 کو جاری کیا گیا تھا۔ عرضی گزار کو جواب داخل

نئی دہلی، ۱7 اکتوبر (ایجنسی) جمعیۂ علماء ہند کا کہنا ہے کہ مراد آباد کے پاکبڑا واقع مصطفیٰ مسجد معاملہ میں مسجد انتظامیہ کمیٹی نے جس طرح فوری قدم اٹھایا، وہ تحریف کے قابل ہے۔ جمعیۂ کے جنرل سکریٹری مولانا محمد حکیم الدین قاسمی کا اس تعلق سے ایک بیان سامنے آیا ہے، جس میں انھوں نے کہا ہے کہ مصطفیٰ مسجد، پاکبڑا، مراد آباد کے سلسلے میں مقدمہ قائم کرنے اور اس کی موثر پیروی میں سب سے اہم کردار خود مسجد انتظامیہ کمیٹی نے ادا کیا ہے۔ اپنے بیان میں مولانا محمد حکیم الدین قاسمی نے واضح لفظوں میں کہا ہے کہ جمعیۂ علماء ہند کے وکلاء نے اس قانونی جدوجہد میں تعاون اور رہنمائی فراہم کی ہے، لیکن مسجد انتظامیہ کمیٹی کا کردار اس میں بہت اہم ہے۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ اس تعلق سے میڈیا میں جو خبر شائع ہوئی ہے، اس میں مسجد انتظامیہ کمیٹی کی کارکردگی کا حتمی واضح فیصلہ نہیں ہوئی۔ جنرل سکریٹری کا کہنا ہے کہ ”ہم مسجد انتظامیہ کمیٹی کے فعال کردار کی تحسین کرتے ہیں اور ساتھ ہی دیگر

نئی دہلی، ۱7 اکتوبر۔ ایم این این۔ عالمی بینک نے جنوبی ایشیا کے لیے 2026 کی اقتصادی ترقی کی پیش گوئی بڑھا کر 9.6 فیصد کر دی ہے، جبکہ بھارت کی معیشت کے مالی سال 2026-27 میں 1.7 فیصد کی رفتار سے بڑھنے کی توقع ظاہر کی گئی ہے۔ نچلے بلندی توانائی قیمتوں اور عالمی غیر یقینی صورتحال کے باوجود توقع سے زیادہ مضبوط کارکردگی دکھائی ہے۔ عالمی بینک نے جنوبی ایشیا کی شرح نمو کی پیش گوئی 6.0 فیصد پوائنٹ کا اضافہ کیا ہے۔ مضبوط گھریلو طلب، بیرون ملک سے آنے والی ترسیلات زور صارفین کو مہنگی توانائی کے اثرات سے بچانے کے لیے کھینچی اقدامات نے نچلے کی معاشی رفتار برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بھارت کے لیے نئی پیش گوئی خاص طور پر اہم ہے۔ عالمی بینک نے جون میں بھارتی معیشت کی شرح نمو 6.6 فیصد رہنے کا اندازہ لگایا تھا، جسے اب بڑھا کر 1.7 فیصد کر دیا گیا ہے۔ تاہم یہ گزشتہ مالی سال میں ریکارڈ کی 6.8 فیصد شرح نمو سے کم ہوگی۔ جنوبی ایشیا توانائی کی درآمدات پر بڑی حد تک انحصار کرتا ہے، لیکن عالمی سطح پر تیل اور توانائی کی رسد میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں کے باوجود خطے میں صارفین کی طلب برقرار رہی ہے۔ عالمی بینک کے مطابق بلند توانائی قیمتیں ابھی تک کھپت کی رفتار کو نمایاں طور پر متاثر نہیں کر سکیں۔ تاہم عالمی بینک نے خبردار کیا ہے کہ خطرات بدستور موجود ہیں۔ اگر تیل کی قیمتیں طویل عرصے تک بلند رہیں، شدید الائیڈ نیٹرو موسمی حالات پیدا ہوں یا عالمی مالیاتی منڈیوں میں بڑی گراوٹ آئے تو جنوبی ایشیا کی ترقی متاثر ہو سکتی ہے۔ بھارت کے لیے شدید الائیڈ نیٹرو خاص طور پر اہم خطرہ ہے کیونکہ زراعت، دیہی طلب اور غذائی میکانیسم پر مانوس کے اثرات نمایاں ہوتے ہیں۔ مہنگائی بھی ایک اہم چیلنج بنی ہوئی ہے اور 2027 تک قیمتوں کا بڑا و بلند رہنے کا امکان ظاہر کیا گیا ہے۔

چیک باؤنس معاملہ: راجپال یادو نے سپریم کورٹ میں 2 کروڑ کی جگہ جمع کر یا صرف 15.1 کروڑ روپے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ

روپے کا نقصان ہوا۔ اس پر چیف جسٹس سوربہ کانت نے انہیں اچھی فلم بنا کر لوگوں کا تفریح کرنے اور اپنی شبیہ بہتر کرنے کا مشورہ دیا۔ راجپال یادو نے مزاحیہ انداز میں کہا کہ آنے والی فلم کا نام ’سولہ سنان جھیل‘ کے رکھا ہے۔ راجپال یادو کے وکیل نے عدالت کو بتایا کہ اداکار نے تقریباً 30 کروڑ روپے کی بائی جا خرید اور دخت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں ایک خریدار سے 85 لاکھ روپے بطور ایڈوانس ملے ہیں۔ ’پریت کپش‘ کے باعث فی الحال یہ ادا کی گئی نہیں ہو رہی ہے۔ ’نوراتری‘ شروع ہونے کے بعد 13 اکتوبر کو خریدار پر رقم آ رہی تھی ایس کے ذریعہ جمع کر دے گا۔ واضح رہے کہ 2010 میں راجپال یادو نے فلم ’اُپتا اپتا‘ کے لیے دہلی کی مکین مرلی پرڈجنسٹس سے تقریباً 5 کروڑ روپے کا قرض لیا تھا۔ قرض واپسی کے 7 چیک باؤنس ہونے پر کمپنی نے عدالت کا رخ کیا۔



جسٹس وی موہتا کی بنچ نے راجپال یادو سے براہ راست بات چیت بھی کی۔ راجپال یادو نے عدالت کو بتایا کہ 16 سال پرانے اس معاملے کی وجہ سے ان کا وقار مجروح ہوا ہے اور انہیں معاشی نقصان بھی ہوا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے کہا کہ جس فلم ’اُپتا اپتا‘ کا یہ معاملہ وہہ کی ٹھیر میں ریلیز نہیں ہو سکی تھی۔ خود انہیں اس میں تقریباً 17 کروڑ

چیک باؤنس معاملے میں بالی ووڈ اداکار راجپال یادو بدھ (7 اکتوبر) کو سپریم کورٹ میں ذاتی طور پر پیش ہوئے۔ بچوں نے ان کی طرف سے سونے گئے ایک کروڑ 15 لاکھ روپے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ قبول کیا اور ان سے باقی رقم کی ادا کی گئی کی حتمی تاریخ بھی بتائے لو کہا۔ اس دوران بچوں نے ان سے یہ بھی کہا کہ وہ ایک اچھی فلم بنا کر لوگوں کو تفریح فراہم کریں۔ دراصل 15 ستمبر کو عدالت نے ان سے آئندہ سماعت میں کم از کم 2 کروڑ روپے کا ڈرافٹ سونپنے کو کہا تھا۔ 15 اکتوبر کو ان کی طرف سے صرف 50 لاکھ کا ڈرافٹ لایا گیا تھا۔ اس پر عدالت نے انہیں جیل جیجی کی وارننگ دی تھی۔ آج کی سماعت میں راجپال یادو نے عدالت میں 15.1 کروڑ روپے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ پیش کیا۔ ساتھ ہی 13 اکتوبر 85 لاکھ روپے آ رہی تھی ایس کے ذریعہ جمع کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ چیف جسٹس سوربہ کانت جسٹس جوئے بالیہ باگھی اور

عالمی رہنماؤں نے وزیراعظم مودی کو قیادت کے تاریخی 25 سالہ سنگ میل پر مبارکباد پیش کی



برسلز۔ 7 اکتوبر۔ ایم این این۔ عالمی رہنماؤں نے وزیراعظم نریندر مودی کو حکومت میں مسلسل قیادت کے 25 سال مکمل کرنے پر گرجوش سے مبارکباد پیش کی ہے، یہ سفر گجرات میں ان کے دور اقتدار سے شروع ہو کر نئی دہلی تک محیط ہے۔ ایکس پریسٹام دیتے ہوئے نتیجہ کے وزیراعظم بارٹ ڈی وور نے لکھا: "میں وزیراعظم نریندر مودی کو گجرات سے نئی دہلی تک حکومت میں مسلسل قیادت کے 25 سال مکمل کرنے پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ گزشتہ ماہ ہندوستان کے اپنے نتیجہ خیز دورے کے بعد، میں ہمارے دونوں ممالک کے درمیان مضبوط شراکت داری کو مزید گہرا کرنے کا خواہشمند ہوں۔ ڈومینیکا کے وزیراعظم روز ویلٹ سکیئرٹ نے بھی ایکس پریسٹام مبارکباد کا پیغام شیئر کیا۔ انہوں نے کہا کہ میرے عزیز دوست، وزیراعظم نریندر مودی، میں آپ کو بطور سربراہ حکومت مسلسل 25 سالہ خدمات پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں؛ یہ ایک ایسا سفر ہے جو گجرات سے شروع ہوا اور ہندوستان کی قیادت تک جاری رہا۔ اس سنگ میل کے موقع پر، میں ڈومینیکا کے ساتھ آپ کی دقت اور ہمارے عوام کے لیے آپ کی فاضی کو سراہنا چاہتا ہوں۔ میں ہمارے ممالک کے درمیان تعلقات کو اہمیت دیتا ہوں اور آنے والے سالوں میں اسے مزید مستحکم کرنے کا منتظر ہوں۔ ڈومینیکا کی حکومت اور عوام کی جانب سے، اور ذاتی حیثیت میں، میں آپ کی اچھی صحت، قوت اور ہندوستان کے عوام

کی خدمت میں مسلسل کامیابی کے لیے نیک خواہشات کا اظہار کرتا ہوں۔" مزید برآں، نانجیریا کے صدارتی دفتر نے صدر بولا احمد ٹیئو کو ایک سرکاری پیغام شیئر کیا جس میں وزیراعظم نریندر مودی کے بطور سربراہ حکومت 25 سال مکمل ہونے کا جشن منایا گیا۔ سرکاری بیان میں صدر ٹیئو نے کہا، "وفاقی جمہوریہ نانجیریا کی حکومت اور عوام کی جانب سے، اور اپنی ذاتی حیثیت میں، میں جمہوریہ ہندوستان کے وزیراعظم شری نریندر مودی کو اس انتہائی تاریخی سنگ میل پر گرجوش اور برادرانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج، 7 اکتوبر 2026 کو، ان کے 2001 میں پہلی بار بطور سربراہ حکومت اور وزیر اعلیٰ گجرات عہدہ سنبھالنے کے بعد سے 25 سال مکمل ہو رہے ہیں۔" یہ پیغامات وزیراعظم مودی کی قیادت کے بین الاقوامی اعزاز اور عالمی شراکت دار ممالک کے ساتھ دوطرفہ تعلقات کے استحکام کو اجاگر کرتے ہیں۔ عالمی سطح پر پیش کیے جانے

جیو کی 'اسمارٹ شاپ' آف لائن کاروبار کو دے گی آن لائن والی طاقت نئی دہلی، 7 اکتوبر، ایم این این۔ جب کوئی گاہک دکان پر جاتا ہے اور وہاں سے چلا جاتا ہے، تو دکانداروں کے پاس اکثر ان سے دوبارہ رابطہ قائم کرنے کا آسان طریقہ نہیں ہوتا ہے۔ جیو کی اسمارٹ شاپ اس کی کوڈوں کی کوشش ہے۔ سوشل میڈیا کے ذریعے صارفین تک پہنچنا، انہیں دکان پر لانا، کیو آر اسیکین کے ذریعے وائی فائی اور پیشکشیں فراہم کرنا، اور پھر انہیں بعد میں دکان پر واپس بلانا یہ سب ایک ہی نظام کے ذریعے کیا جاسکتا ہے۔ یہ ٹیکنالوجی 7 سے 10 اکتوبر تک دہلی میں منعقد ہونے والی انڈیا مو بائل کانگریس 2026 میں دکھائی گئی۔ ہر فریکل شاپ کا اپنا کچنٹ ایریا ہوتا ہے وہ علاقہ جہاں سے اس کے زیادہ تر گاہک آتے ہیں۔ لہذا، دکانداروں کے لیے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے آس پاس کے زیادہ سے زیادہ گاہکوں تک پہنچیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سوشل میڈیا کام آتا ہے۔ جیو کی "اسمارٹ شاپ" کے ساتھ، دکاندار ہینک سولوا اور مصنوعی ذہانت کا استعمال کرتے ہوئے انسٹاگرام پر اپنا کیٹلاگ بنا سکتے ہیں، سوشل میڈیا پوسٹس بنا سکتے ہیں، اور سوشل میڈیا پوسٹس کے ذریعے اپنے کچنٹ ایریا میں صارفین تک پہنچ سکتے ہیں۔ جسٹ ڈائل اور انسٹاگرام جیسے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر نظر آنے والے صارفین کو اپنی دکان کی طرف متوجہ کرنا بھی اس سسٹم کا حصہ ہے۔ ایک بار جب کوئی گاہک کسی دکان پر آ جاتا ہے تو دکان انہیں کبھی نہیں بھولے گی۔ اگر گاہک چاہے تو وہ دکان پر رکھے گئے کیو آر کوڈ کو اسکیئر کر کے وائی فائی سے جڑ سکتے ہیں۔ یہ صرف وائی فائی کے لیے نہیں ہے۔ وہ وائس ایپ کے ذریعے دکان پر دستیاب آفرز اور ڈسکاؤنٹ کوپن تک فوری رسائی بھی حاصل کریں گے۔ اس سے نہ صرف گاہک کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ دکاندار کو ڈیجیٹل طور پر جڑے رہنے کا ایک طریقہ بھی فراہم ہوتا ہے۔ جیو سمارٹ شاپ کا ڈیش بورڈ دکاندار کو بتا سکتا ہے کہ کب کوئی گاہک آتا ہے، وہ کس آؤٹ لیٹ پر گیا، وہ کتنی دیر تک ٹھہرا، اور آیا وہ پہلی بار آیا یا دوبارہ آنے والا۔ اگر ایک سے زیادہ دکان میں ہیں، تو ان کی معلومات ایک ہی ڈیش بورڈ پر دیکھی جاسکتی ہیں۔ یعنی فنڈہ سیدھا ہے، گاہک تک پہنچیں، ان سے جڑیں، ان کے دورے کو سمجھیں، ان سے دوبارہ جڑیں، اور آخر کار انہیں دوبارہ صارفین میں تبدیل کریں۔ Jio اسے صرف وائی فائی پروڈکٹ کے طور پر نہیں بلکہ ایک سنگل پائٹرنم سل ٹیک ماڈل کے طور پر پیش کر رہا ہے۔ اس کا مطلب ہے مختلف ڈیجیٹل ضروریات کے لیے متعدد ٹولز اور ریزرو کو جوڑنے کے بجائے ایک مربوط خوردہ حل۔ ابھی کے لیے، اسے ایک ٹیکنالوجی ڈیمو کے طور پر دکھایا گیا ہے۔ یہ واضح نہیں ہے کہ کمپنی اس سسٹم کے ساتھ کتنے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کو ضم کرے گی۔

1550 کی چیز 15490 روپے میں! ڈسٹ بن گھوٹالہ معاملہ پہنچا پٹنہ ہائی کورٹ، عدالت نے ریاستی حکومت سے مانگا جواب

پٹنہ، 7 اکتوبر (ایجنسی) بہار کے سرکاری اسپتالوں میں بائیومیڈیکل ویسٹ کو ٹھکانے لگانے کے لیے خریدے گئے



مانیکرو پوڈسٹ بن اور بائیوڈیگرڈیبل بیگ کی قیمتوں کو لے کر اٹھا تنازعہ اب پٹنہ ہائی کورٹ پہنچ گیا ہے۔ بہار میڈیکل سروسز اینڈ انفرا سٹرکچرل پوریشن لیمنٹ (ایم ایس آئی سی ایل) کی جانب سے کی گئی اس خریداری میں بڑے پیمانے پر دھاندلی اور بدعنوانی کے الزامات پر سماعت کرتے ہوئے ہائی کورٹ نے ریاستی حکومت سے جواب طلب کیا ہے۔ عدالت نے بہار حکومت کو 19 نومبر 2026 تک اس پورے معاملے پر اپنا جواب داخل کرنے کی سخت ہدایت دی ہے۔ پٹنہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس وی کا میٹھور راؤ اور جسٹس پارتھ ساجھی کی ڈویژن بنچ نے عرضی گزار کوٹھلیش کماری کی جانب سے دائر مفاد عامہ کی عرضی (پی آئی ایل) پر سماعت کی۔ سماعت کے دوران عرضی گزار کے سینئر وکیل سنجیو کمار مشرانے عدالت کے سامنے ڈسٹ بن اور بائیوڈیگرڈیبل بیگ کی خریداری کے عمل میں مضبوط طور پر بازاری قیمت سے 10 گنا زیادہ رقم ادا کیے جانے کی تفصیلات پیش کیں۔ مفاد عامہ کی عرضی میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ بی ایم ایس آئی سی ایل نے سرکاری اسپتالوں کے لیے 75 لیٹر اور 45 لیٹر گلاس والے مانیکرو پوڈسٹ بن اور بائیوڈیگرڈیبل بیگ کی فراہمی کے لیے ٹینڈر لکھا تھا۔ اس میں خریداری کی قیمت اور بازاری قیمت کے درمیان بہت زیادہ فرق کا دعویٰ کیا گیا ہے: 75 لیٹر ڈسٹ بن: خریداری کی قیمت 15490 روپے بتائی گئی ہے، جبکہ مبینہ بازاری قیمت تقریباً 1550 روپے ہے۔ 45 لیٹر ڈسٹ بن: خریداری کی قیمت 11474 روپے طے کی گئی، جبکہ بازاری قیمت تقریباً 1162 روپے ہونے کا دعویٰ ہے۔ 75 لیٹر بائیوڈیگرڈیبل بیگ: خریداری کی قیمت 98 روپے فی بیگ، جبکہ بازاری قیمت 50.8 روپے بتائی گئی ہے۔ 45 لیٹر بائیوڈیگرڈیبل بیگ: خریداری کی قیمت 69 روپے فی بیگ، جبکہ بازاری قیمت 75.5 روپے ہونے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ عرضی گزار کے مطابق جون 2024 سے 18 اپریل 2026 کے درمیان مذکورہ چیزوں کی فراہمی کے لیے مجموعی طور پر 57 سپلائی آرڈرز جاری کیے گئے تھے۔ عرضی میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ ٹینڈر کے عمل کے تحت 18 فیصد بی ایم ایس سمیت مجموعی خریداری کی قیمت تقریباً 307 کروڑ روپے طے کی گئی، جبکہ 4 دیگر سپلائر فرموں کے کوٹیشن کے مطابق ان تمام چیزوں کی مجموعی حقیقی قیمت محض 29 کروڑ روپے بنتی ہے۔ عرضی کے مطابق ٹینڈر کے بعد لکھنؤ واقع ایس ایس میڈیکل سسٹم کو اس سپلائی کا ٹھیکہ دیا گیا۔ قابل ذکر ہے کہ ڈسٹ بن گھوٹالہ معاملے میں اس سے قبل 8 ممبروں کی سماعت ہوئی تھی، جس میں عدالت نے ریاستی حکومت کو صورتحال واضح کرنے کی ہدایت دی تھی۔ اب ہائی کورٹ نے حکومت سے 19 نومبر تک حتمی طور پر اپنا موقف رکھنے کو کہا ہے۔ حالانکہ یہ تمام دعوے فی الحال مفاد عامہ کی عرضی میں لگائے گئے الزامات ہیں۔ خریداری کے عمل، ٹینڈر کی ٹھیکہ شکنی، شرائط، معیار کے پیمانوں اور حقیقی ادائیگی سے متعلق ریاستی حکومت کا سرکاری جواب آنے کے بعد ہی صورتحال پوری طرح واضح ہو سکے گی۔

نئی دہلی، 7 اکتوبر (ایجنسی) کانگریس جنرل سکریٹری پریکا گاندھی کو جب حراست میں لیا گیا تھا تو وہ اپنے ہاتھوں میں آئین کی کاپی لہراتے ہوئے ظاہر کر رہی تھیں کہ وہ اس کی حفاظت ہر حال میں کریں گی۔ کچھ ویڈیوز بھی سامنے آئی ہیں، جن میں پریکا گاندھی میڈیا مالکوں سے کہہ رہی ہیں کہ چیف الیکشن کمشنر کے خلاف انڈیا بلاک کی جنگ ان کے استعفیٰ تک جاری رہے گی۔ انھوں نے کہا کہ ”ہم آئین کے لیے اپنی جان تک دے دیں گے، اس آئین سے بڑی کوئی بھی قیمت نہیں۔“ رائل گاندھی اور پریکا گاندھی کے بعد دہلی پولیس نے حراست میں لیے گئے سبھی اپوزیشن اراکین پارلیمنٹ کو چھوڑ دیا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق پریکا گاندھی اور مہوا مویترا سمیت کئی اراکین پارلیمنٹ واپوزیشن لیڈران کو چھتر سال اسٹیڈیم میں رکھا گیا تھا، جبکہ رائل گاندھی اور کچھ دیگر اراکین پارلیمنٹ کو بارکھبا تھانہ لے جایا گیا تھا۔ سب سے پہلے رائل گاندھی کو حراست سے چھوڑنے کی خبر سامنے آئی ہے، پھر پریکا گاندھی کو بھی چھوڑا گیا، اور اب خبریں ہیں کہ سبھی اراکین پارلیمنٹ رہا کر دیے گئے ہیں۔ اس درمیان کانگریس نے عزم ظاہر کیا ہے کہ وہ اس طرح حراست میں لیے جانے سے ڈرنے والی پارٹی نہیں ہے، یہ تحریک اس وقت تک جاری رہے گی جب تک چیف الیکشن کمشنر گمانیش کمار کو عہدہ سے ہٹا نہیں دیا جاتا۔ رائل گاندھی کے بعد پریکا گاندھی کو بھی دہلی پولیس نے حراست میں لیے جانے سے آزاد کر دیا ہے۔ انھیں دہلی پولیس چھتر سال اسٹیڈیم میں لے گئی تھی، جہاں پریکا گاندھی اور دیگر اپوزیشن اراکین پارلیمنٹ اور لیڈران بھی تھے۔ پریکا گاندھی اور دیگر اپوزیشن اراکین پارلیمنٹ لیڈران کی ایک ویڈیو بھی سامنے آئی ہے، جس میں وہ حراست کے دوران گمانیش کمار کے خلاف نعرہ لگاتی ہوئی دیکھی جاتی ہیں۔ یہ سبھی لیڈران گمانیش کمار کہاں ملیں گے؟ مودی جی کی گودی میں نعرہ لگا رہی ہیں۔ پریکا گاندھی کو ویڈیو میں سپر ایشرینٹ اور مہوا مویترا جیسی شخصیات دیکھی جاسکتی ہیں۔ لوک سبھا میں حزب اختلاف کے قائد رائل گاندھی کو دہلی پولیس نے حراست سے آزاد کر دیا ہے۔ تقریباً 2 گھنٹے انھیں حراست میں رکھا گیا اور پھر چھوڑ دیا گیا۔ حالانکہ کئی اراکین پارلیمنٹ کو اب بھی پولیس نے اپنی حراست میں رکھا ہوا ہے۔ قابل ذکر ہے کہ رائل گاندھی کو جس جگہ پر حراست میں رکھا گیا تھا، وہاں کانگریس اور انڈیا بلاک کے کئی اراکین پارلیمنٹ پہنچ گئے تھے اور جمہوریت کی حفاظت کا عزم کر رہے تھے۔ رکن پارلیمنٹ کے سی ویو گوپال نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ”وہ ہمیں تین بار حراست میں لیں گے؟ وہ ہمارے خلاف کتنی بار ایف آئی آر درج



کریں گے؟ ہمیں اس کا کوئی خوف نہیں ہے۔ ہم یہ تحریک اس وقت تک جاری رکھیں گے جب تک گمانیش کمار کو چیف الیکشن کمشنر کے عہدہ سے ہٹا نہیں دیا جاتا اور نظام کو درست نہیں کیا جاتا۔“ رائل گاندھی نے حراست میں لیے جانے کے بعد ویڈیو پیغام میں بی ایم مودی اور چیف الیکشن کمشنر گمانیش کمار کے ساتھ ساتھ مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ اور آرائیں ایس چیف موہن بھاگوت کو بھی نشانے پر لیا ہے۔ انھوں نے جبراً حراست میں لیے جانے پر شدید ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے کہا ہے کہ ”یہ سب گھبراہٹ میں کیا جا رہا ہے۔ نریندر مودی، امت شاہ، موہن بھاگوت اور گمانیش کمار یہ سب کچھ کر سکتے ہیں، لیکن ہم انھیں انصاف کے کٹہرے میں لا کر رہیں گے۔“ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ”میری گارنٹی ہے کہ ان چاروں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے گا، کیونکہ انھوں نے آئین پر حملہ کیا ہے، انھوں نے عوام کی آواز پر حملہ کیا ہے، انھیں اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی،“ لوک سبھا میں حزب اختلاف کے قائد رائل گاندھی کو دہلی پولیس حراست میں لے کر بذریعہ بس کسی دوسری جگہ کی طرف بڑھ رہی تھی، لیکن تھیں بس کا ٹائر پھنکے ہو گیا۔ کانگریس نے انہیں پر کچھ تصویریں شیئر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ رائل گاندھی کو لے جا رہی بس کانگریس کے ممبر شیروں نے پھنکے دیے۔ سوشل میڈیا پوسٹ میں کانگریس نے لکھا ہے کہ ”رائل گاندھی کی کوشش بس میں لے جایا جا رہا تھا، اگر اس کی باؤلی کے پاس کانگریس کے ممبر شیروں نے اسے پھنک کر دیا۔“ رائل گاندھی اور پریکا گاندھی کو پولیس نے حراست میں لے کر جبراً الگ الگ بسوں میں بٹھا دیا ہے۔ دہلی پولیس کے اس عمل سے وہاں موجود ہزاروں کانگریس لیڈران و کارکنان سخت

بھارت اور کینیڈا کے درمیان سکیورٹی امور پر بات چیت

نئی دہلی، 7 اکتوبر۔ ایم این این۔ بھارت اور کینیڈا نے نئی دہلی میں سکیورٹی امور پر بات چیت کا ایک نیا دور منعقد کیا ہے۔ یہ پیش رفت ایسے وقت میں ہوئی ہے جب دونوں ممالک دبسمبر میں وزیراعظم نریندر مودی کے ممکنہ دورہ اوانڈا سے قبل پیچیدہ دوطرفہ مذاکرات کے عمل سے گزر رہے ہیں۔ قومی سلامتی کے مشیر اجیت ڈو بھال نے کینیڈین وزیراعظم کے سینئر سفارتی اور بین الاقوامی امور کے مشیر ڈیوڈ مورسین کی میزبانی کی تا کہ دونوں ممالک کے درمیان سکیورٹی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے باہمی تعاون کی موجودہ صورتحال کا جائزہ لیا جاسکے۔ یہ اعلیٰ سطحی اجلاس ایسے وقت میں ہوا ہے جب باہمی طور پر فائدہ مند اقتصادی شراکت داری کے معاہدے کے قیام کے لیے مذاکرات کا نچھاورا دوہمی جاری ہے۔ توقع ہے کہ سفارتی سطح پر یہ رابطے پورے مہینے جاری رہیں گے، اور کینیڈین وزیر اینڈا آئندہ مذاکرات کو آگے بڑھانے کے لیے والے ہفتوں میں بھارت کا دورہ کریں گی۔ معاملات سے واقف ذرائع کے مطابق، ڈو بھال اور مورسین کے درمیان بات چیت کا مرکز دوطرفہ فیکسٹری فریم ورک میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لینا تھا۔ اطلاعات کے مطابق دونوں عہدیداروں کے درمیان ایسے نئے اور عملی شعبوں کی نشاندہی کرنے پر اتفاق ہوا ہے جہاں دونوں ممالک اپنی مشترکہ کوششوں کو مزید بڑھا سکتے ہیں۔ یہ اجلاس دونوں حکومتوں کے درمیان قائم باقاعدہ سکیورٹی سطح کے مذاکرات کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس موجودہ تعاون کی بنیاد فروری میں ہونے والے مذاکرات کے ایک چھپکے دور میں رکھی گئی تھی، جس میں دونوں ممالک نے قومی سلامتی کے امور سے متعلق ایک باضابطہ روڈ میپ پر عمل کرنے کا عزم ظاہر کیا تھا۔

گمانیش کمار نے 6 اکتوبر کو انڈیا اتحاد کے 240 اراکین پارلیمنٹ کے ساتھ میٹنگ نہ کرنے کی وجہ سے اٹھایا پردہ!



اپنی بات رکھنا چاہتے ہیں۔ جب تک کمیشن کی جانب سے ملاقات کے لیے بلانہیں جاتا، تب تک دھڑنا جاری رکھیں گے۔ اپوزیشن کا الزام تھا کہ کمیشن ان سے ملاقات کے لیے تیار نہیں ہے۔ اسی وجہ سے رائل گاندھی، پریکا گاندھی سمیت کئی اپوزیشن اراکین پارلیمنٹ کمیشن کے عہدیداروں سے ملاقات کا مطالبہ کرتے ہوئے دھڑنے پر بیٹھے تھے۔ تاہم منگل کی شام دہلی پولیس نے احتجاج کر رہے لیڈران کو حراست میں لے لیا اور انہیں بس میں بٹھا کر آکاشوائی بھون احاطے سے ہٹا دیا تھا۔ بوقت شب ان لیڈران کو حراست سے رہا کیا گیا تھا۔ اس معاملے میں کمیشن نے کہا کہ منگل کی شام 4 بجے تک کسی بھی سیاسی پارٹی نے کمیشن سے میٹنگ کے لیے وقت نہیں مانگا تھا۔ کمیشن کے مطابق سیاسی پارٹیوں کے ساتھ میٹنگ کے لیے 2025 میں ایک مقررہ طریقہ کار اور پروٹوکول وضع کیا گیا تھا۔

نئی دہلی، 7 اکتوبر (ایجنسی) چیف الیکشن کمیشن گمانیش کمار کے خلاف اپوزیشن اراکین پارلیمنٹ کے احتجاجی مظاہرہ اور کمیشن کی طرف سے ملاقات کا مطالبہ کرنے کے درمیان کمیشن نے واضح کیا ہے کہ اسے کسی بھی سیاسی پارٹی کے لیڈر سے ملاقات کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ کمیشن نے کہا کہ سیاسی پارٹیوں کے نمائندہ وفد پہلے ہی مقررہ طریقہ کار کے تحت اس سے ملاقات کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی اسی طریقہ کار پر عمل کرتے ہوئے ملاقات کر سکتے ہیں۔ ہندی نیوز پورل نے اے بی پی لائیو پر شائع ایک رپورٹ کے مطابق کمیشن نے کہا ہے کہ اب تک کسی بھی سیاسی پارٹی کی جانب سے ملاقات کے لیے وقت نہیں مانگا گیا ہے، اس لیے کسی میٹنگ کا وقت بھی مقرر نہیں کیا گیا ہے۔ ساتھ ہی کمیشن نے کہا کہ وہ کسی بھی سیاسی پارٹی کے لیڈران سے ملاقات کرنے اور ان کے ساتھ تبادلہ خیال کرنے کے لیے تیار ہے۔ دراصل رائل گاندھی،



لکھنؤ: سونے کی ایشیں رکھا کر 20 لاکھ کا دھوکہ: لکھنؤ میں تاجر سے 61.28 کلو گرام 24 دن بعد گرفتار۔

نومبر سے اسپتال کی فارمیسیوں میں ادویات کی خرید و فروخت کی قیمتیں عام کر دی جائیں گی

فروخت کی قیمت اور قیمتوں میں شفافیت کو یقینی بنانے پر خصوصی زور دے رہا ہے۔ اس سے مریض ادویات کی خریداری کے دوران مزید معلومات حاصل کر سکیں گے اور فارمیسی سسٹم میں احتساب کو بڑھانے میں مدد ملے گی۔ نئے ہول سیل سائز لائسنس پر سے پابندی ختم کر دی جائے گی اسی حکم نامے میں ادویات کے کاروبار سے متعلق ایک اور اہم فیصلے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ 23 جولائی 2026 کو جاری کردہ حکم نامے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ آنے والے نو راتری تہوار کے پیش نظر، تاجروں کے مفاد میں سیل سائز لائسنس جاری کرنے پر پابندی ہٹانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ متعلقہ عہدیداروں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اس فیصلے کے مطابق ضروری کارروائی کو یقینی بنائیں۔ اس سے ادویہ سازی کے کاروبار سے متعلق نئے لائسنس کے لیے درخواست دینے والے تاجروں کو ریلیف ملنے کی امید ہے۔

ستمبر کے مہینے میں اتر پردیش کے بڑے ٹیکس اور نان ٹیکس

ریونیو میں 3332 کروڑ روپے کا اضافہ

537 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ ستمبر 2026 میں ٹرانسپورٹ کے تحت آمدنی 1001 کروڑ روپے سے جو اس مدت کے لیے مقرر کردہ ہدف کا 105.6 فیصد ہے۔ ٹرانسپورٹ کے تحت پچھلے سال ستمبر 2025 میں وصولی 746 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح ستمبر 2025 کے مقابلے میں ستمبر 2026 میں 255 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ نان ٹیکس ریونیو، جیولری اور کان کنی کے اہم مدد کے تحت ستمبر 2026 میں وصولی 223 کروڑ روپے ہے، جب کہ گزشتہ سال ستمبر 2025 میں یہ وصولی 183 کروڑ روپے تھی۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ مالی سال 2026-27 کے ستمبر تک ٹیکس ریونیو کے مقابلے میں ستمبر 2026 میں 259 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ وزیر خزانہ نے بتایا کہ ایکسائز کے تحت ستمبر 2026 میں مجموعی طور پر 4611 کروڑ روپے کا ریونیو حاصل ہوا، جو کہ ستمبر کے مہینے میں ریونیو کی وصولی کے لیے مقرر کردہ ہدف 2.92 فیصد ہے۔ انہوں نے بتایا کہ پچھلے سال ستمبر 2025 میں ایکسائز کے تحت آمدنی 3812 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح ستمبر 2026 میں ستمبر 2025 کے مقابلے میں 799 کروڑ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ اسٹامپ اور رجسٹریشن کے تحت ستمبر 2026 کی آمدنی 3054 کروڑ روپے ہے، جب کہ گزشتہ سال ستمبر 2025 میں یہ وصولی 5611 کروڑ روپے تھی۔ اس طرح ستمبر 2026 کے مہینے میں ستمبر 2025 کے مقابلے میں

لکھنؤ ہوائی اڈے کے پیچھے لیبر کیپ میں کمی زبردست آگ لکھنؤ-17 اکتوبر (پ این ایس) منگل کی صبح لکھنؤ کے چودھری چرن سنگھ بین الاقوامی ہوائی اڈے کے پیچھے لیبر کیپ کی بیکر نمبر 9 میں کھانا پکانے کے دوران اچانک آگ بھڑک اٹھی۔ آگ نے تیزی سے تین منزلہ عارضی ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا جس سے جائے وقوعہ پر خوف و ہراس پھیل گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ بچن کے باہر گیس سلنڈر پر کھانا پکانے کے دوران آگ بھڑک اٹھی، تھوڑی ہی دیر میں آگ کے شعلے پورے کیپ میں پھیل گئے۔

نومبر سے اسپتال کی فارمیسیوں میں ادویات کی خرید و فروخت کی قیمتیں عام کر دی جائیں گی

لکھنؤ-17 اکتوبر- اتر پردیش کے فوڈ سیفٹی اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن (ایف ایس ڈی اے) نے مریضوں کو ادویات کی قیمتوں کے بارے میں مزید شفاف معلومات فراہم کرنے کی جانب ایک اور اہم قدم اٹھایا ہے۔ حکم نامہ نے تمام فارمیسیوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ اپنی عوامی ویب سائٹس بنائیں اور ان پر فارمیسی سے متعلق اہم معلومات شائع کریں۔ اسپتال کے احاطے میں کام کرنے والی فارمیسیوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ مریضوں کے فائدے کے لیے ادویات کی خرید و فروخت کے نرخوں پر مبنی قیمت کی فہرستیں شائع کریں۔ اس اقدام کا مقصد ادویات 1 نومبر 2026 سے متوقع ہے۔ کمشنر آف فوڈ سیفٹی اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن، اتر پردیش کی طرف سے جاری کردہ ہدایات میں کہا گیا ہے کہ، پہلے سے جاری کردہ آفس آرڈر کے مطابق تمام خوردہ فارمیسیوں کو ایک عوامی ویب سائٹ بنانا چاہیے اور اپنے لائسنس نمبر، مقرر کردہ فارماسٹ، لائسنس یافتہ احاطے، اور اسٹاک کے بارے میں

سوسٹر ریلینڈ کے صدر گائے پر ملین کی جیو ہوائی اڈے پر آمد،

لکھنؤ-17 اکتوبر- اتر پردیش حکومت نے سوسٹر ریلینڈ کے صدر محترم گائے پارلمینٹ کا منگل کو نیو ڈیلائی انٹرنیشنل ایئر پورٹ، جیو جینچے پر غیر مقدم کیا۔ آئی ٹی اور الیکٹرانکس کابینہ کے وزیر جناب سنیل شرما، منجھڑی شہر میں ہوا بازی اور آئی آئی ڈی سی کے ایڈیشنل چیف سکریٹری جناب دیپک کمار اور InvestUP کے سی ای او جناب

و جے کرن آئندے صدر پارلمینٹ اور ان کے وفد کا روایتی لباس میں استقبال کیا۔ اس دورے کا بنیادی مقصد سوسٹر کمپنی کے ذریعہ تیار کردہ نیو ڈیلائی بین الاقوامی ہوائی اڈے پر جدید ہولیات کا معائنہ کرنا اور ہندوستان اور سوسٹر ریلینڈ کے درمیان اقتصادی اور تکنیکی تعاون کو مزید مستحکم کرنا تھا۔ تقریباً 65 رکنی وفد میں صدر کی اہلیہ، سوسٹر سفیر، قومی کونسل کے ارکان، ریاستی سیکریٹریز اور تقریباً 40 صنعتکار شامل تھے۔ یہ دورہ این آئی آر کے دفتر سے شروع ہوا۔ صدر پارلمینٹ نے ایونی بورڈ روم میں

اندر گاندھی پر تشھان میں ریاستی رنج پیداواری سیمینار-2026 کل

لکھنؤ-17 اکتوبر- اتر پردیش حکومت 17 اکتوبر 2026 کو صبح 10 بجے لکھنؤ میں اندر گاندھی پر تشھان کے جوبھڑیاں میں "ریاستی سطح کار رنج پیداواری سیمینار-2026 کا انعقاد کرے گی، تاکہ زرعی پیداوار کو فروغ دیا جاسکے اور آئندہ رنج کے موم کے لیے حکمت عملی تیار کی جاسکے۔ سیمینار میں وزیر زراعت سورب پرتاپ شاہی مہمان خصوصی ہوں گے۔ سیمینار کی صدارت ایگریکلچر پروڈکشن کمشنر کریں گے۔ سیمینار میں ریاست بھر سے محکمہ زراعت کے تمام ڈویژنل، ضلعی اور تحصیل سطح کے افسران شرکت کریں گے۔ ہر ضلع اور متعلقہ محکموں سے تین ایوارڈ یافتہ کسانوں کے ساتھ ساتھ ہر ڈویژن سے دو ممتاز ترقی پسند خواتین کسان بھی شرکت کریں گی۔ خواتین کسانوں کے عالمی سال کے پیش نظر حصہ لینے والے کسانوں میں خواتین کسانوں کو خصوصی ترجیح دی جارہی ہے۔ سیمینار میں رنج کی فصلوں کی بہتر حکمت عملیوں، جدید زرعی طریقوں اور پیداواری صلاحیت میں اضافے کے مختلف پہلوؤں پر گہرائی سے بات چیت کی جائے گی۔ مختلف متعلقہ محکموں کے سینئر افسران، ریاست کی زرعی یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز اور زرعی تحقیق اور ترقی سے وابستہ بڑے اداروں کے نمائندے بھی موجود رہیں گے۔

وزیر اے کے شرمانے پی ایم سوربہ گریو جن میں ملک میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے پر یوپی این ای ڈی اے میں منعقد پروگرام میں حصہ لیا

لکھنؤ-17 اکتوبر- شہری ترقیات اور توانائی کے وزیر جناب اے کے۔ شرمانے وزیر اعظم سوربہ گھر مفت بجلی اسکیم میں اتر پردیش کو ملک میں پہلا مقام حاصل کرنے کے موقع پر یوپی این ای ڈی اے کے دفتر میں منعقد پروگرام میں حصہ لیا۔ اس موقع پر شہری ترقیات اور توانائی کے وزیر کو ان کی موثر رہنمائی پر اعزاز سے نوازا گیا۔ انہوں نے اس کامیابی کے لیے وزیر اعظم جناب نریندر مودی اور وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کا شکریہ ادا کیا اور UPNEDA کے افسران و ملازمین، اسٹیک ہولڈرز اور ریاست کے عوام کو مبارکباد دی۔ وزیر جناب اے کے شرما نے کہا کہ وزیر اعظم نریندر مودی کے ویژن اور وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کی رہنمائی کے تحت، اتر پردیش نے شہری توانائی کے میدان میں اہم کامیابی حاصل کی ہے۔ پی ایم سوربہ گھر یोजना کے تحت ملک میں ریاست کا پہلا مقام حاصل کرنا کسی ایک فرد یا تنظیم کی

وزیر خزانہ سریش کمار کھنہ نے علی گنج کے ایکٹ یوگا پارک میں شجر کاری کی

لکھنؤ-17 اکتوبر- اتر پردیش کے مالیات اور پارلیمانی امور کے وزیر سریش کمار کھنہ نے علی گنج کے سیکٹری واقع ایکٹ یوگا پارک (پمپ والا پارک) میں آج ایک درخت لگانے کے پروگرام کے ا طور پر، انہوں نے ماحولیاتی تحفظ اور بریلی کا پیغام دیا۔ اس دوران ان سے پارک میں یوگا پریکٹس کے لیے پلیٹ فارم بنوانے مطالبہ کیا گیا۔ مسٹر کھنہ نے ایڈیشنل میونسپل کمشنر کو ہدایت دی کہ وہ پارک میں یوگا کے لیے ایک پلیٹ فارم تیار کرائیں۔ پلیٹ فارم کی تعمیر سے پارک میں باقاعدگی سے یوگا کرنے والوں کو سہولت ملے گی۔ شہر میں بریلی بڑھانے اور ماحول کو بہتر بنانے کے لیے ہر منگلی شجر کاری کے پروگرام شروع کیے جارہے ہیں۔ اس سلسلے میں آج ایکٹ یوگا پارک میں درخت لگانے کی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔

سیوا سٹک اپ بھیمان کے تحت ایوری فیکٹری، عیش باغ میں مزدوروں کے لیے ہیلتھ چیک اپ کیپ کا انعقاد

لکھنؤ-17 اکتوبر- اسسٹنٹ لیبر کمشنر شراچن ویدی نے بتایا ہے کہ سیوا سٹک اپ بھیمان کے تحت ایوری فیکٹری، عیش باغ، لکھنؤ میں کام کرنے والے مزدوروں کی صحت کی جانچ اور طبی مشاورت کے لیے آج ایک ہیلتھ چیک اپ کا انعقاد کیا گیا۔ کیپ میں کارکنوں کا طبی معائنہ کیا گیا اور انہیں ضروری طبی مشورے اور صحت سے متعلق معلومات فراہم کی گئیں۔ اس کیپ میں اتر پردیش بلڈنگ اینڈ دیگر کنسٹرکشن ورکرز ویلفیئر بورڈ کی سکریٹری مسز پوجا اگروال، لکھنؤ ڈویژن کے ایڈیشنل لیبر کمشنر مسز کلینا سرپواسٹو، اسسٹنٹ لیبر کمشنر مسز شراچن ویدی اور مسز پلاوی سنگھ، لیبر انفورسمنٹ آفیسر، منٹوش کمار، محکمہ صحت کی ٹیم اور دیگر نے شرکت کی۔ ایوری ایڈمنسٹریٹو اینڈ لیبلنگ



لکھنؤ: لکھنؤ میں تاجروں نے حفاظت پر تبادلہ خیال کیا: تاجروں کا کھانا ہے کہ تھانوں میں مہیلا ڈیسک قائم کیے جانے چاہئیں اور رات کے وقت پولیس کی گشت میں اضافہ کیا جانا چاہیے۔

ان مقامات کر رہی ہے۔

جوان دوست

بابری مسجد کے بعد کی حساسیت

بابری مسجد کی شہادت ہندوستانی مسلمانوں کے اجتماعی حافظے پر ایک گہرا زخم چھوڑ چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ملک میں جب بھی کسی قدیم مسجد، درگاہ یا دوسرے مذہبی مقام سے متعلق تنازع سامنے آتا ہے تو اس کے اثرات محض مقامی سطح تک محدود نہیں رہتے۔ سہارنپور کا واقعہ بھی اسی حساس ماحول میں پیش آیا ہے۔ اس پر سیاسی جماعتوں اور مختلف حلقوں کی جانب سے رد عمل سامنے آنا فطری ہے۔ اپوزیشن اور دیگر حلقے اسے مذہبی اقلیتوں کے مقامات سے متعلق حکومتی رویے سے جوڑ سکتے ہیں، جبکہ انتظامیہ کا موقف قانون اور مجاز اتھارٹی کے حکم پر عمل درآمد کا ہے۔ الزامات اور جوابی الزامات سیاسی سطح پر جاری رہ سکتے ہیں، لیکن عام شہری کے لیے بنیادی سوال بہت سادہ ہے: کیا قانون سب کے لیے یکساں ہے؟ کیا قدیم مذہبی مقامات سے متعلق تنازعات میں دستاویزات کی یکساں اور غیر جانب دارانہ جانچ ہوتی ہے؟ کیا متعلقہ فریقوں کو موثر سماعت کا موقع ملتا ہے؟ اور کیا کسی مذہبی مقام کو منہدم کرنے سے قبل تمام دستیاب قانونی راستے اختیار کرنے دیے جاتے ہیں؟ ان سوالات کا جواب صرف سہارنپور کے لیے نہیں بلکہ پورے ملک میں قانون کی بالادستی اور عوامی اعتماد کے لیے ضروری ہے۔ تاہم صرف حکومت کو مورد الزام ٹھہرا کر ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہو جاتی۔ سہارنپور کا واقعہ مسلم معاشرے اور مذہبی اداروں کے لیے بھی ایک واضح انتباہ ہے۔ اقلیتی طبقے کو یہ خوش فہمی ترک کرنا ہوگی کہ کوئی مسجد یا درگاہ اگر سو سال سے قائم ہے لیکن تاریخ کے ساتھ دستاویز بھی ضروری ہے۔ ملک بھر کی مسجد کمیٹیوں، درگاہوں کے متولیوں، قبرستانوں اور عیدگاہوں کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے مذہبی مقامات کے تمام ریکارڈ کا از سر نو جائزہ لیں۔ زمین کا کھاتہ، خسرہ، پلاٹ نمبر، رجسٹری، وقف سے متعلق ریکارڈ، پرانی رسیدیں، سرکاری خط و کتابت، تعمیر کی اجازت، نقشہ اور دیگر دستیاب ثبوت محفوظ کیے جائیں۔ جہاں اصل دستاویزات دستیاب نہ ہوں وہاں مصدقہ نقول حاصل کی جائیں اور پرانے کاغذات کو ڈیجیٹل شکل میں محفوظ کیا جائے، تاکہ کسی حادثے یا دوسری وجہ سے اصل ریکارڈ ضائع ہونے کی صورت میں ثبوت باقی رہیں۔ مذہبی اداروں کو وقتاً فوقتاً ماہرین قانون سے اپنے ریکارڈ کی جانچ بھی کرانی چاہیے۔ اگر زمین کے ریکارڈ میں کوئی خامی ہے تو اسے وقت رہتے درست کرایا جائے۔ کسی سرکاری نوٹس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کیا جائے اور کسی تنازع کو برسوں تک لٹکانے کے بجائے بروقت قانونی راستہ اختیار کیا جائے۔ یہ احتیاط خوف کی علامت نہیں بلکہ دوراندیشی کی علامت ہے۔ مسلمانوں کو یہ حقیقت بھی سمجھنی ہوگی کہ احتجاج اور جذباتی رد عمل اپنی جگہ، لیکن قانونی جنگ مضبوط دستاویزات، محسوس شواہد اور موثر قانونی دلائل سے لڑی جاتی ہے۔ اگر کسی مسجد کے پاس اپنی زمین سے متعلق مکمل اور منظم ریکارڈ موجود ہے تو وہ اس کے قانونی دفاع کی مضبوط بنیاد بن سکتا ہے۔ اس کے برعکس اگر ریکارڈ بکھرا ہوا ہو، دستاویزات افراد کے ذاتی قبضے میں ہوں یا نسل در نسل منتقل ہوتے ہوئے ضائع ہو جائیں تو کسی تنازع کے وقت مشکلات بڑھ سکتی ہیں۔ تمام مسجد، مذہبی مقام اور عبادت گاہ کی ایک باقاعدہ دستاویزی فائل ہونی چاہیے جس میں زمین سے متعلق تمام ریکارڈ محفوظ ہو۔ کمیٹی کے ذمہ داران بدلتے رہیں، لیکن دستاویزات کا نظام قائم رہے۔ کسی ایک شخص کے انتقال یا عہدہ چھوڑنے کے ساتھ ادارے کا ریکارڈ ختم نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح ہر درگاہ، قبرستان، عیدگاہ اور خانقاہ کے ذمہ داران کو بھی اپنے ریکارڈ کی باقاعدہ جانچ کرانی چاہیے۔ کیونکہ آج کی گئی معمولی سی احتیاط کل کسی بڑے بحران میں اپنے حق کے دفاع کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کر سکتی ہے۔

غلام مہمل عطاء شرنی

ہندوستان میں حجاب کے مسئلے نے گزشتہ چند برسوں کے دوران جس شدت کے ساتھ قومی سطح پر بحث، اختلاف، احتجاج اور قانونی کشمکش کو جنم دیا ہے، اس نے مسلم معاشرے کے سامنے صرف مذہبی آزادی کا سوال نہیں رکھا، بلکہ اس سے کہیں زیادہ گہرا اور بنیادی سوال پیدا کر دیا ہے۔ کبھی کسی اسکول کے دروازے پر کسی طالبہ کو اس کے لباس کی وجہ سے روکے جانے کی خبر سامنے آتی ہے، کبھی کسی کالج کے ضابطہ لباس کو لے کر تنازع کھڑا ہو جاتا ہے، کبھی طالبات احتجاج کرتی ہیں، کبھی سماجی تنظیمیں میدان میں آتی ہیں اور کبھی معاملہ عدالتوں تک پہنچ جاتا ہے۔ ان تمام واقعات کے درمیان ایک ایسا سوال ہے جس پر شاید ہماری اجتماعی گفتگو نہیٹا کم ہوئی ہے، اور وہ سوال یہ ہے کہ کیا ہم ہمیشہ دوسروں کے تعلیمی اداروں کے دروازوں پر اپنی مذہبی شناخت کے احترام کی درخواست کرتے رہیں گے، یا کبھی اس سنجیدگی سے بھی غور کریں گے کہ ہم اپنی مسلم بچیوں کے لیے خود ایسے معیاری اسکول، کالج اور اعلیٰ تعلیمی مراکز کیوں نہ قائم کریں جہاں ان کی دینی شناخت، ان کی عزت، ان کی تعلیمی آزادی اور ان کا مستقبل ایک دوسرے سے متصادم نہ ہوں؟ یہ سوال ہر گز اس معنی میں نہیں کہ جہاں کسی شہری یا طالبہ کے ساتھ نا انصافی ہو وہاں وہ خاموش رہے، یا قانونی راستہ اختیار نہ کرے۔ ایک جمہوری ملک میں اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھانا، پران احتجاج کرنا اور قانون کے دائرے میں عدالت سے رجوع کرنا شہری حق ہے۔ اگر کسی کو یہ محسوس ہو کہ اس کے ساتھ امتیازی سلوک ہو رہا ہے یا اس کی مذہبی آزادی اور تعلیمی حق کے درمیان غیر ضروری کشمکش پیدا کر دی گئی ہے تو اسے قانونی چارہ جوئی کا پورا حق حاصل ہے۔ لیکن ایک سنجیدہ قوم صرف وقتی مسائل کا حل نہیں سوچتی، وہ آنے والی نسلوں کے لیے مستقل راستے بھی بناتی ہے۔ عدالت کی تنازع کا فیصلہ کر سکتی ہے مگر عدالت قوم کے لیے اسکول تعمیر نہیں کرتی۔ احتجاج کسی مسئلے کی طرف حکومت اور معاشرے کی توجہ مبذول کر سکتا ہے، مگر احتجاج کسی طالبہ کے لیے سائنس لیبارٹری، لائبریری، ہاسٹل اور اعلیٰ معیار کے اساتذہ فراہم نہیں کرتا۔ مقدمہ کسی مخصوص معاملے میں حق کی تشریح کر سکتا ہے، مگر قوم کی علمی پسماندگی کو ختم کرنے کے لیے ہر حال تعلیمی ادارے، وسائل، منصوبہ بندی اور مسلسل محنت درکار ہوتی ہے۔ یہاں ہمیں اپنے اجتماعی مزاج کا بے لاگ محاسبہ کرنا ہوگا۔ ہمارا مسئلہ یہ نہیں کہ ہم اپنے حقوق کے لیے آواز اٹھاتے ہیں؛ مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہماری اجتماعی توانائی رد عمل میں زیادہ اور تعمیر میں کم صرف ہوتی ہے۔ کوئی تنازع پیدا ہوا تو جلد، کوئی پابندی سامنے آئی تو احتجاج، کوئی فیصلہ آ یا تو بحث و مباحثہ، کوئی واقعہ پیش آ یا تو سوشل میڈیا پر طوفان، مگر جب چندوں کر جاتے ہیں تو ہم کیا بنیادی سوال کو بھول جاتے ہیں کہ اس مسئلے کا مستقل حل کیا ہے؟ کیا ہر آنے والی نسل کو انہی مسائل کے لیے دوبارہ سڑکوں پر آنا ہوگا؟ کیا ہر چند برس بعد ہماری بچیوں کو اپنی تعلیم اور اپنی مذہبی شناخت کے درمیان کسی نئی کشمکش کا سامنا کرنا پڑے گا؟ کیا ہماری حکمت عملی صرف یہ ہوگی کہ جب بھی کوئی مسئلہ پیدا ہو تو ہم احتجاج کریں اور پھر اگلے مسئلے کا انتظار کریں؟ تو قوم کی تاریخ بتاتی ہے کہ مستقل طاقت صرف احتجاج سے پیدا نہیں ہوتی، بلکہ اداروں سے پیدا ہوتی ہے۔ احتجاج ایک آواز ہے، ادارہ ایک نظام ہے۔ تقریر ایک لمبے کا اثر پیدا کرتی ہے، ادارہ نسلوں کی تربیت کرتا ہے۔ نعرہ جذبات کو بیدار کرتا ہے، مگر اسکول ذہنوں کو بیدار کرتا ہے۔ جلد چند گھنٹوں میں ختم ہو جاتا ہے، لیکن ایک معیاری کالج کی ڈبائیوں تک ہزاروں خاندانوں کی تقدیر بدل سکتا ہے۔ یہی وہ بنیادی فرق ہے جسے ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں احتجاج اور ادارہ سازی میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ قانونی جدوجہد اپنی جگہ ضروری ہو سکتی ہے، مگر تعلیمی خود کفالت اس سے بھی زیادہ دور رس اور پائیدار حکمت عملی ہے۔ اگر آج کسی مسلمان طالبہ کو اپنے حجاب کے ساتھ کسی تعلیمی ادارے میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے مسلسل کشمکش کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو اس کا ایک فوری حل قانونی اور سماجی جدوجہد ہو سکتا ہے، لیکن اس مسئلے کا ایک طویل المدت حل یہ بھی



ہو سکتا ہے کہ مسلم معاشرہ اپنی بچیوں کے لیے ایسے معیاری ادارے قائم کرے جہاں تعلیم اور دینی شناخت کو ایک دوسرے کا مخالف نہ سمجھا جائے۔ جہاں ایک طالبہ کو یہ احساس نہ ہو کہ اسے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے اپنی مذہبی شناخت سے دست بردار ہونا پڑے گا یا اپنی شناخت کی حفاظت کے لیے تعلیم کے دروازے سے محروم ہونا پڑے گا۔ لیکن یہاں ایک بات کو بہت واضح طور پر سمجھنا چاہیے کہ اپنے ادارے قائم کرنے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ہم معیار کے، محدود سوچ کے یا صرف نام کے تعلیمی ادارے کھڑے کر دیں۔ ہمیں ایسے اداروں کی ضرورت نہیں جو صرف مذہبی شناخت کی علامت ہوں مگر عملی اعتبار سے کمزور ہوں۔ ہمیں ایسے ادارے چاہئیں جو ملکی معیار میں ملک کے بہترین اداروں کے مقابلے میں کھڑے ہو سکیں۔ ہمیں ایسے اسکول چاہئیں جہاں قرآن و اخلاق کی تعلیم بھی ہو اور جدید سائنس کی تعلیم بھی۔ جہاں حجاب کا احترام بھی ہو اور شخصیت کی تعمیر بھی۔ جہاں اردو اور عربی سے تعلق بھی قائم رہے اور انگریزی، کمپیوٹر، سائنس اور ٹیکنالوجی میں بھی طالبات پیچھے نہ ہوں۔ جہاں ایک لڑکی ڈاکٹر بننے کا خواب بھی دیکھ سکے، انجینئر بھی بن سکے، وکیل بھی، پروفیسر بھی، سائنس داں بھی، محقق بھی، صحافی بھی، منتظم بھی اور سول سروس میں جانے کی صلاحیت بھی حاصل کر سکے۔ ہمارا مقصد صرف اتنا نہیں ہونا چاہیے کہ ہماری بچیوں کو ایک محفوظ عمارت مل جائے؛ ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ اسے ایسا تعلیمی ماحول ملے جہاں اس کی صلاحیتیں پوری طرح نشوونما پا سکیں اور وہ اپنے دینی شخص کے ساتھ دنیا کے ہر علمی اور پیشہ ورانہ میدان میں کامیابی حاصل کر سکے۔ اصل سوال یہ ہے کہ کیا مسلم معاشرہ اس عظیم کام کے لیے اپنے وسائل کو منظم کرنے کے لیے تیار ہے؟ ہمارے پاس اہل خیر موجود ہیں، تاجر موجود ہیں، سماجی تنظیمیں موجود ہیں، دینی ادارے موجود ہیں، تعلیم یافتہ نوجوان موجود ہیں، وکلاء اور اساتذہ موجود ہیں، مختلف شہروں میں با اثر شخصیات موجود ہیں۔ لیکن کیا یہ تمام قوتیں کسی ایک بڑے تعلیمی منصوبے کے لیے ایک میز پر جمع ہوتی ہیں؟ ہم نے کتنے اخلاص میں معیاری گرلز کالج قائم کیے؟ کتنے شہروں میں مسلم طالبات کے لیے محفوظ اور جدید ہاسٹل بنائے؟ قلمی بچیوں کے لیے مستقل اسکا لرشپ فنڈ قائم کیے؟ کتنے اداروں میں میڈیکل، انجینئرنگ، سول سروس اور دیگر مسابقتی امتحانات کی منظم تیاری کا انتظام کیا؟ کتنے جدید اسکول ایسے قائم کیے جن میں مذہبی ماحول کے ساتھ عالمی معیاری تعلیم بھی دی جاتی ہو؟ یہ سوالات کسی فرد یا تنظیم کو نشانہ بنانے کے لیے نہیں بلکہ اجتماعی خود احتسابی کے لیے ہیں۔ ہمیں یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ ہمارے معاشرے میں خیرات کا جذبہ موجود ہے، دینی اور فلاحی کاموں پر خرچ کرنے کا جذبہ بھی موجود ہے، لیکن اعلیٰ عصری تعلیم کے لیے طویل المدت سرمایہ کاری کا تصور ابھی اتنا مضبوط نہیں جتنا ہونا چاہیے۔ ہم قدرتی روتوں پر فوری چندہ جمع کر لیتے ہیں، کسی تقریب کے لیے وسائل مہیا کر لیتے ہیں، جلسے اور پروگرام منعقد کر لیتے ہیں، لیکن اگر ہم منظم منصوبہ بندی کے ساتھ ایک مستقل تعلیمی فنڈ قائم کریں تو چند برسوں میں بہت سے علاقوں میں اسکا لرشپ، ہاسٹل، کوچنگ سینٹر اور معیاری تعلیمی ادارے قائم کیے جاسکتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر بڑے مسلم علاقے میں ایک تعلیمی ٹرسٹ یا اینڈو منٹ فنڈ قائم ہو، جس کا مقصد محض چندہ جمع کرنا نہ ہو بلکہ واضح اور قابل پیمائش تعلیمی منصوبہ بندی ہو۔ ایک ضلع

حجاب کیلئے احتجاج سے آگے: کیا اب اپنی بیٹیوں کیلئے اپنے تعلیمی ادارے قائم کرنے کا وقت نہیں آگیا؟

میں زمین خریدی جائے، دوسرے مرحلے میں اسکول قائم ہو، پھر کالج، پھر ہاسٹل، پھر پروفیشنل کورسز اور پھر مسابقتی امتحانات کی اکیڈمی۔ یہ کام ایک دن میں نہیں ہوگا، مگر کوئی بھی عظیم ادارہ ایک دن میں وجود میں نہیں آیا۔ اگر ہمارے بزرگوں نے مدارس، مکاتب، مساجد اور فلاحی ادارے قائم کرنے کے لیے صبر اور قربانی سے کام لیا تو ہم اپنی بیٹیوں کے جدید تعلیمی مستقبل کے لیے اسی جذبے کے ساتھ منصوبہ بندی کیوں نہیں کر سکتے؟ یہاں مسلم قیادت کے کردار پر بھی سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ قوم کی قیادت صرف جذباتی تقریروں اور احتجاجی بیانات کا نام نہیں۔ حقیقی قیادت وہ ہے جو مسئلہ کو دیکھ کر اس کے مستقل حل کے لیے منصوبہ بنائے۔ اگر کسی علاقے میں مسلم طالبات کو اعلیٰ تعلیم کے لیے دور دراز سفر کرنا پڑتا ہے، اگر محفوظ ہاسٹل نہیں، اگر مناسب کالج نہیں، اگر والدین مالی طور پر کمزور ہیں، اگر بچیاں کیریئر رہنمائی سے محروم ہیں، اگر ان کے پاس جدید علوم تک رسائی نہیں، تو ایک ذمہ دار قیادت کا فرض ہے کہ وہ ان مسائل کی فہرست بنائے، ان کے حل کے لیے ماہرین کو جمع کرے، وسائل پیدا کرے اور ایک مستقل تعلیمی ڈھانچہ قائم کرے۔ ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مسلم لڑکیوں کی تعلیم صرف مسلم خواتین کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری قوم کے مستقبل کا مسئلہ ہے۔ ایک تعلیم یافتہ لڑکی صرف اپنی زندگی نہیں بدلتی بلکہ ایک پورے خاندان کے علمی ماحول کو تبدیل کرتی ہے۔ وہ ڈاکٹر بن کر ہزاروں خواتین کی خدمت کر سکتی ہے، استاد بن کر نئی نسل کو تعلیم دے سکتی ہے، وکیل بن کر قانونی میدان میں خدمات انجام دے سکتی ہے، سائنس داں بن کر تحقیق کر سکتی ہے، صحافی بن کر معاشرتی مسائل کو اجاگر کر سکتی ہے اور ایک کامیاب پیشہ ور بن کر معاشرتی طور پر خود مختار بھی ہو سکتی ہے۔ اس لیے ایک معیاری گرلز کالج کا قیام دراصل صرف ایک عمارت کی تعمیر نہیں بلکہ ایک نسل کے مستقبل میں سرمایہ کاری ہے۔ یہاں ایک اور حقیقت پر غور کرنا ضروری ہے کہ ہمیں صرف لڑکیوں کے لیے الگ ادارے قائم کرنے کے نعرے سے آگے بڑھنا ہوگا۔ ہمیں پہلے یہ طے کرنا ہوگا کہ ہم کس معیار کا ادارہ چاہتے ہیں۔ اگر ادارے میں صرف مذہبی ماحول ہو لیکن سائنس کی لیبارٹری کمزور ہو، اساتذہ غیر تربیت یافتہ ہوں، لائبریری نہ ہو، کمپیوٹر گائیڈنس نہ ہو، جدید ٹیکنالوجی کی تعلیم نہ ہو اور طالبات مسابقتی دنیا میں پیچھے رہ جائیں تو پھر ایسا ادارہ اپنی ذمہ داری پوری نہیں کرے گا۔ ہمیں ایسی درس گاہیں چاہئیں جہاں روایت اور جدیدیت میں تضادم نہ ہو بلکہ ایک متوازن امتحان ہو۔ جہاں دین ہو مگر جمود نہ ہو، اخلاق ہو مگر علمی وسعت بھی ہو، حجاب ہو مگر اعتماد و صلاحیت میں کمی نہ ہو، اردو ہو مگر عالمی زبانوں پر بھی دسترس ہو، قرآن سے تعلق ہو مگر سائنسی تحقیق کا ذوق بھی ہو۔ آنے والا زمانہ مصنوعی ذہانت، ڈیجیٹل ٹیکنالوجی، بائیو ٹیکنالوجی، ڈیٹا سائنس اور عالمی معیشت کا زمانہ ہے۔ اگر ہم اپنی بیٹیوں کو صرف پرانے تعلیمی سانچوں میں محدود رکھیں گے تو ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کریں گے۔ ہمیں ایسے ادارے قائم کرنے ہوں گے جہاں وہ اپنی اسلامی شناخت کے ساتھ مستقبل کی دنیا کے لیے بھی تیار ہوں۔ ایک مسلمان لڑکی صرف ایک مخصوص شعبے تک محدود نہ رہے بلکہ وہ ہر اس میدان میں آگے بڑھ سکے جہاں اس کی صلاحیت اور دلچسپی ہو۔ اس بحث کا مقصد ہرگز یہ نہیں کہ مسلمان عام اسکولوں اور کالجوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں یا معاشرے سے الگ تھلگ ہو جائیں۔ ہندوستان ایک متنوع ملک ہے اور مختلف مذاہب، زبانوں اور تہذیبوں کے لوگوں کے ساتھ رہنا ہماری اجتماعی حقیقت ہے۔ قانونی حقوق کے لیے جدوجہد اور معاشرے میں مثبت شرکت بھی ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہر قوم کو اپنی تعلیمی بنیادیں بھی مضبوط کرنی ہوتی ہیں۔ اپنی شناخت کے ساتھ اعلیٰ معیار کے ادارے قائم کرنا تنہائی نہیں بلکہ خود اعتمادی ہے، بشرطیکہ ان اداروں کے دروازے علم، تحقیق، مکالمے اور جدید دنیا کے لیے کھلے ہوں۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم دانش ور، علما، ماہرین تعلیم، صنعت کار، سماجی کارکن، نوجوان اور خواتین مل کر ایک وسیع تعلیمی منصوبہ تیار کریں۔ ہر علاقے میں سروے کیا جائے کہ کتنی مسلم لڑکیاں تعلیم اور صوری چھوڑ دیتی ہیں اور کیوں؟ کیا وجہ مالی مشکلات ہیں؟

عملی زندگی میں ہماری ہر ادا آپ کی تعلیمات اور اطاعت کے خلاف ہے

دکھائی نہیں دیتا جس کی آنکھیں خوف خدا اور آخرت سے آنسو بہاتی ہوں۔ کیا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ہمارے فرائض کیا ہیں؟ آج ہر شخص یہی سوچتا ہے کہ اس کا فرض ہے: "میں فلاں فرض سے مبرا ہوں"۔ کیا کبھی ہم نے سوچا ہے کہ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ دودھ میں پانی ہم ملتا رہے ہیں، دوائیاں جلی ہم بنارہے ہیں، ٹیکس چوری ہم کر رہے ہیں اور کہنے کو ہم مسلمان ہیں! کیا ایسے ہوتے ہیں مسلمان؟ آج وہ کون سی اخلاقی خرابیاں ہیں جو ہم میں، ہمارے معاشرے میں اجتماعی طور پر موجود نہیں۔ وہ کون سی غلاظت، گندگی، وہ کون سے غلط اطوار ہیں جو ہم میں نہیں پائے جاتے۔ تقدیر، تعصب، عصبیت اور انسان دشمنی کے ایسے کون سے مظاہرے ہیں جو ہمارے اسلامی معاشرے میں دیکھنے کو نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ برائی ہے ہمارے معاشرے میں ہیں، مگر پھر بھی ہم مسلمان کہلواتے ہیں ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔ اچھے مسلمان تو بہت دور کی بات، ہم تو اچھے انسان بھی نہیں ہیں۔ تاریخ شاید یہ کہ نبی پاک ﷺ نے ایک شاندار معاشرہ تخلیق دیا۔ اس معاشرے میں لوگ ایک دوسرے کے کام بھی آتے، ایک دوسرے سے محبت بھی کرتے، اگر ایک بھوکا ہوتا تو دوسرا اس کا پیٹ بھرتا، کوئی کسی کو حقیر نہ سمجھتا، کسی سے کوئی نفرت نہ کرتا۔ دنیائے تاریخ کا وہ سب سے بہترین معاشرہ تھا، اور آج ہمیں بھی ایک ایسے ہی معاشرے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم بھی ویسا ہی سکون، ویسا ہی امن اور ویسی ہی زندگی چاہتے ہیں تو ہمیں نبی پاک ﷺ کے ایک ایک حرف کو زندگی کا حصہ بنانا ہوگا، ورنہ سال کے سال آپ ﷺ کی پیدائش کا دن منا لینے، چند دیئے جلا لینے، تعطیل کا دن کر دینے اور چند نعشیں پڑھ دینے سے آپ ﷺ کی محبت، آپ کی عقیدت کا حق ادا انہیں ہوگا۔ اسی طرح ہم نبی پاک ﷺ کی ان ہی باتیں نہ کہلا سکتے۔ اگر آج ہم مسلمان بچک رہے ہیں تو یہ ہماری غلطی ہے، کیونکہ ہم دینی تعلیمات سے دور ہو چکے ہیں۔

دن آپ کی جشن ولادت منائی گئی، اس میں مسلمانوں کی اکثریت نے کیا کیا؟ چراغاں کیا، جلوس نکالے، دیئے اور برقی قندیلے جلانے، آتش بازی بھی چھوڑی، آپ ﷺ کی یاد میں چند باتیں اور چند نعشیں بھی کہیں، اور یہ سب کرنے کے بعد ان لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ہم نے نبی پاک ﷺ کی امت ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اور یہی نہیں، بلکہ یہاں تک کہتے ہیں کہ ہم یہ سب کرتے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔ لیکن افسوس صد افسوس! یہ لوگ وہ نہیں کریں گے جو نبی پاک ﷺ نے کرنے کو کہا، اور جو آپ ﷺ نے کیا، کیا یہ درست ہے؟ ہم کیسے مسلمان ہیں؟ ہم نبی پاک ﷺ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، ہم نبی پاک ﷺ کی امت کہلواتے ہیں، اور ہم نبی پاک ﷺ کے نام کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔ لیکن سچ سچ بتائیں، کیا ہم نے کبھی نبی پاک ﷺ کے اسوہ، نبی پاک ﷺ کی نماز، نبی پاک ﷺ کی رفتار، نبی پاک ﷺ کی گفتار، نبی پاک ﷺ کی چال اور نبی پاک ﷺ کی ڈھال کو اپنانے کی کوشش کی؟ اور کیا یہ سچ نہیں کہ ہم نے نبی پاک ﷺ کی تعلیمات، ان کے اطوار اور ان کے ارشادات کو صرف باتوں، کتابوں اور دعووں تک محدود کر دیا ہے؟ اور جب عمل کی باری آتی ہے تو ہم نبی پاک ﷺ کے اسوہ کو ایک طرف رکھ دیتے ہیں، ہم اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے، اور وہ کرتے ہیں جو نام نہاد اور مفاد پرست مولوی ہمیں بتاتے ہیں اور جو ہمارا دل کھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے علمائے کرام کی تقریریں اثر سے خالی ہیں، ان کی طرف سے کی گئی دعائیں روح سے خالی ہیں، نمازیں خشوع و خضوع سے خالی ہیں، عبادتیں مغز سے خالی ہیں اور ہمارے صداقت و خیرات اخلاص سے خالی ہیں۔ آج ہماری مساجد میں کوئی ایک نمازیں ایسا نظر نہیں آتا جس کی نماز خشوع و خضوع والی ہو، جسے دیکھو وہ جلدی جلدی نماز پڑھ کر چل دیتا ہے، گویا وہ نماز کو عبادت سمجھ کر نہیں بلکہ ایک رسم سمجھ کر پڑھتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ کوئی بندہ ایسا

قیصر محمود عراقی
رسول اکرم ﷺ کی محبت ایمان کا جوہر ہے۔ ایک مسلمان جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو، خواہ کتنا ہی گناہگار کیوں نہ ہو، ناموس رسالت ﷺ کے خلاف ایک حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ حب رسول ﷺ مسلمانوں کے لیے ایمان و یقین کا سرچشمہ اور آخرت کے لیے بہترین ذخیرہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کا کس قدر ادب و احترام کا معاملہ اللہ مطلوب ہے، اس کا اندازہ اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے جس کا مفہوم ہے: "اے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرو اور نہ نبی سے اس طرح زور سے بولو جس طرح تم ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو، کہ مبادا تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو احساس بھی نہ ہو"۔ (سورۃ الحجرات) کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور رسول کو محبوب رکھتا ہے، لہذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم بھی حضور اکرم ﷺ سے محبت کریں۔ صحابہ کرام رسول اکرم ﷺ کی محبت و اطاعت کے تقاضے میں جس طرح پورے اترے، اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی۔ وہ محبت و عقیدت کے ساتھ ادب و احترام اور اس کے ساتھ اتباع اور اطاعت میں اپنی مثال آپ تھے۔ وہ ہماری طرح صرف زبان سے محبت کے خالی دعوے کرنے والے انسان نہیں تھے، بلکہ وہ حقیقی اور سچے عاشق تھے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی غلامی میں اپنی مرضی، خواہش، آرام، خیال اور اپنی سوچ، سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ لیکن آج ہمارے اندر یہ سوچ نہیں رہی ہے۔ ہم نے بھی "اللہ یکبر" کہا ہے "کہ کتبے لٹکا رکھے ہیں، لیکن اس کا یقین ہماری فکر و نظر میں پیدا نہ ہو سکا۔ آج ہم صرف زبانی محبت اور عشق رسول کے دعوے دار ہیں۔ عملی زندگی میں عشق رسول اور محبت کا کوئی خیال اور فکر نہیں، بلکہ ہماری ہر ادا رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات اور اطاعت کے خلاف ہے۔ قارئین حضرات! جب بھی ۱۲ ربیع الاول یعنی آپ ﷺ کی پیدائش کا دن آتا ہے، اور ابھی گزشتہ

